فقیہ کی ولایت مطلقہ، آیت اللہ العظمیٰ خامنہ ای کی نظر میں

مولف: اکبر اشرفی، قدسی علیزادہ سیلاب
مترجم: خان محمد صادق جونپوری

ولایت فقیہ، سیاسی فقہ شیعہ کا اہم موضوع ہے جسے ایران میں اسلامی انقلاب کے بعد بہت اہمیت حاصل ہوئی اور اسے اسلامی نظام کی اصلی بنیادوں میں سے مانا گیا۔اس مقالہ میں اس فقیہ کے اختیارات کے سلسلہ میں بحث و گفتگو مقصود ہے جسے ولایت امر سونپی گئی ہے۔اس کی اہمیت اس وجہ سے بھی ہے کہ کچھ لوگ اس نظریہ کے سخت مخالف ہیں جو ولایت فقیہ کے اختیارات کے سلسلہ میں شبہ پیدا کرتے ہیں اور اس کی ایک غیر منطقی اور آمرانہ تصویر پیش کرتے ہیں۔ آیت اللہ خامنہ ای ولی فقیہ کی حیثیت سے اسلامی جمہوری نظام کی قیادت فرمارہے ہیں، لہٰذا ولی فقیہ کے حدود واختیارات یا ولایت مطلقہ فقیہ کے سلسلہ میں آپ کے نظریات وآرا سے واقفیت بہت اہم ہے۔

امام خمینی (رہ) نے اسلامی انقلاب کی کامیابی اور اسلامی جمہوری نظام کے نفاذ کے بعد ولایت فقیہ کے مختلف پہلوؤں کی تفصیلی شرح پیش کی۔ محقق کرکی، نراقی اور صاحب جواہر جیسے فقہا فقیہ کے لئے اطلاق کی حد تک حق ولایت کے قائل ہیں اور اسے ولایت عامہ سے تعبیر کیا ہے۔اس لحاظ سے ولایت عامہ اور ولایت مطلقہ میں کوئی فرق نہیں ہے اور ولایت مطلقہ کا نظریہ امام خمینی (رہ) سے پہلے بھی موجود تھا[1] بلکہ بعض دانشوروں نے بعض فقہا کے بیان میں موجود لفظ مطلقہ یا عامہ سے یہ مفہوم اخذ کیا ہے کہ وہ لوگ ولایت مطلقہ کے قائل تھے۔ چنانچہ محمد ہادی معرفت شیخ انصاری کے نظریہ کی تشریح کے ضمن میں یہ کہتے ہیں کہ شیخ انصاری اور آیت اللہ خوئی ولایت مطلقہ کے قائل تھے[2]۔

---

۱. ارسطا، محمد جواد، مفہوم اطلاق در ولایت مطلقہ فقیہ، فصلنامہ علوم سیاسی، شمارہ ۲، ص ۷۹-۸۳
۲. معرفت، محمد ہادی، ولایت فقیہ از دیدگاہ شیخ انصاری وآیت اللہ خوئی، اندیشہ حوزہ، شمارہ ۱۷، ص ۲۴۶

بادی النظر میں یہ معلوم ہوتا ہے کہ نراقی اور صاحب جواہر جیسے فقہاکے نظریہ کو ولایت عامہ یا مطلقہ سے تعبیر کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے لیکن ان فقہاکے بیان پر غور کرنے اور امام خمینی (رہ) کے نظریہ کو بہ نظر غائر مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ گذشتہ فقہاکے بیان میں موجود لفظ عامہ اور امام خمینی (رہ) کے نظریہ ولایت مطلقہ میں تفاوت ماہوی ہے کیونکہ فقہائے مذکور کے بیان سے احکام اولیہ اور ثانویہ میں ولایت کے سوااور کچھ استنباط نہیں ہوتا ہے اور ولایت مطلقہ کے قائل فقہاکے بیان سے بھی تمام حسبیہ امور میں ولایت کی شمولیت اور صرف قضاوت یا کسی دوسرے امور میں اس کا محدود نہ ہونا ثابت ہوتا ہے۔

امام خمینی (رہ) نے اپنی عمر کے آخری حصہ میں جس اصطلاح کا استعمال کیا اس کی بنیاد پر ولایت مطلقہ کا مطلب مصلحت کی بنیاد پر ولایت کا نفاذ ہے جس کا احکام ثانویہ میں شمار نہیں ہوتا بلکہ یہ احکام اولیہ میں شامل ہے یا اس پر بھی مقدم ہے۔ بے شک گذشتہ فقہا کا یہ مطلب نہیں تھا اور شاید امام خمینی (رہ) سے قبل اس تعبیر کو کسی نے استعمال نہیں کیا ہے[۱]۔

اسلامی جمہوریہ ایران کے قائد کے عنوان سے ولایت فقیہ کے اختیارات کے سلسلے میں آیت اللہ خامنہ ای کے نظریات کو جاننا بہت ضروری ہے لہٰذا اس مقالہ میں سب سے پہلے ولایت مطلقہ فقیہ کے بارے میں گفتگو ہوئی ہے اور پھر اس موضوع پر آیت اللہ خامنہ ای کے نظریات کا تجزیہ کیا گیا ہے اور مقالہ کے آخر میں ولایت فقیہ اور مردم سالاری دینی پر گفتگو ہوئی ہے۔

ولایت فقیہ کے نظری اصول:

اصل موضوع پر گفتگو سے قبل یہ بہتر معلوم ہوتا ہے کہ ولایت فقیہ کے نظری اصول اور اس سے متعلق اصطلاحات کی تشریح کر دی جائے۔

ولایت

ولایت ایک عربی لفظ ہے جو لفظ ولی سے مشتق ہے اور جس سے محبت، حب و دوستی، نصرت و یاری،

---

۱. حقیقت، سید صادق، بررسی و نقد نظریہ ہای دولت در فقہ شیعہ، فصلنامہ علوم سیاسی، شمارہ ۴۸، ص ۱۹۱-۱۹۴۔

سلطان، متابعت و پیروی و سرپرستی کے معانی والے الفاظ مشتق ہوتے ہیں[۱]۔ ولایت اصطلاحی طور پر کسی خاص فرد یا افراد پر حق سرپرستی کے معنی میں استعمال ہوتا ہے اور حقیقت میں کسی شخص کے امور میں حق مداخلت کے معنی میں ہے۔ فقہا کی اصطلاح میں ولایت عقل یا شرع کے حکم سے کسی غیر کے بدن یا مال یا دونوں پر حاکم ہونے کے معنی میں ہے[۲]۔ امام خمینی کی نظر میں کسی ملک پر حکومت اور شرعی قوانین کے کو ولایت کہتے ہیں[۳]۔ لفظ ولایت ولی فقیہ کے مبحث میں سرپرستی کے معنی میں استعمال ہوتا ہے اور اس میں ولایت تکوینی و ولایت تشریعی دونوں شامل ہیں۔ ولایت تشریعی کی دو قسمیں ہوتی ہیں، مجبور پر ولایت اور عقلمند لوگوں پر ولایت۔ ولایت فقیہ اسلامی معاشرہ پر ولایت کے معنی میں ہے جسے احکام کے نفاذ، دینی اقدار کے تحقق، سماج میں رہنے والے افراد کی صلاحیتوں کو پروان چڑھانے اور انہیں منزل کمال پر پہنچانے کے معنی میں استعمال کیا جاتا ہے[۴]۔

مطلقہ: لفظ مطلق اور مطلقہ چند معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔

الف: ہر طرح کے قید و بند سے آزاد ہونا

ب: محدود و مقید کے مقابلہ میں

ولایت فقیہ کے ضمن میں لفظ اطلاق کا مطلب ولایت فقیہ کے حدود اور اس کی ذمہ داریاں ہے۔ گذشتہ فقہا لفظ مطلقہ کے بجائے لفظ عامہ کا استعمال کرتے تھے کیونکہ اس ولایت مطلق کے علاوہ دوسری ولایتیں بھی ہیں جن میں ایک خاص موضوع مدنظر ہوتا ہے۔ جیسے بیٹی کی شادی کے سلسلے میں باپ کی ولایت یا نابالغ بچے کے مال میں باپ یا دادا کا حق تصرف لہٰذا ولایت فقیہ کے ضمن میں اطلاق کا مطلب ولایت فقیہ کا دائرہ کار اور اسلامی معاشرہ کے تمام انتظامی امور اور مصالح عمومی کے مختلف پہلوں پر اس کا حق ہے لہٰذا لفظ مطلقہ مقید کے مقابلہ میں استعمال ہوا ہے جس میں ولی فقیہ کے اختیارات صرف کچھ موارد جیسے

---

۱. ابن منظور، محمد بن مکرم، لسان العرب، ج ۱۵، ص ۴۰۰-۴۰۲

۲. بحر العلوم، محمد بن محمد، بلغۃ الفقیہ، ج ۳، ص ۲۱۰

۳. موسوی الخمینی، روح اللہ، ولایت فقیہ، ص ۵۱

۴. جوادی آملی، عبداللہ، ولایت فقیہ ولایت فقہات و عدالت، ص ۱۲۲-۱۲۹

امور حسبیہ تک محدود تھے۔ ولایت فقیہ کے مطلق ہونے کا یہ مطلب ہے کہ :

۱. فقیہ پر لازم ہے کہ اسلامی احکام کی تبیین کرے اور اسے معاشرہ میں نافذ کرے کیونکہ کوئی بھی حکم الہی عصر غیبت میں معطل نہیں کیا جا سکتا ہے۔
۲. اہم و مہم کے قاعدہ کی بنیاد پر تنزاحم احکام کے لئے کوئی فیصلہ کرے۔
۳. مطلقہ حکومتوں کے برخلاف ولایت فقیہ میں لفظ اطلاق اسلامی موازین اور عدالت و تقوا کی بنیاد پر اسلامی معاشرہ کے ادارہ کرنے تک محدود ہے[۱]۔

ولایت فقیہ کے سلسلہ میں ولی فقیہ کے حدود و اختیارات کا موضوع سب سے زیادہ اہم ہے کیونکہ زمانہ غیبت میں ولی فقیہ کے وجود پر فقہا میں اتفاق رائے ہے لیکن ولی فقیہ کے حدود و اختیارات کے سلسلہ میں ان میں اختلاف نظر پایا جاتا ہے۔ امام خمینی (ر۰) کی نظر میں ولی فقیہ کے پاس پیغمبر اسلام (ص) کے سارے حکومتی اختیارات موجود ہیں اور ولی فقیہ کی حکومت رسول خدا (ص) کی ولایت مطلقہ کا ایک شعبہ اور اسلام کے اولیہ احکام میں سے ہے جو تمام فرعی احکام جیسے نماز، روزہ اور حج پر مقدم ہے، دوسرے لفظوں میں یوں کہا جائے کہ حکومت و سیاست کے سلسلے میں وہ تمام امور جو پیغمبر اسلام (ص) اور ائمہ معصومین (ع) کے لئے مقرر ہیں، فقیہ عادل کے لئے بھی ثابت ہیں اور عقلی طور پر ان میں کوئی فرق نہیں ہے[۲]۔

فقیہ: ولایت فقیہ کے سلسلہ میں فقیہ سے مراد مجتہد جامع الشرائط ہے جس میں تین خصوصیتیں پائی جاتی ہیں:

الف: اجتہاد مطلق: اسلام ایک منسجم مجموعہ کا نام ہے جس کی سیاست عین دیانت اور دیانت عین سیاست ہے لہٰذا اسلام کو مکمل طور پر سمجھنے کے لئے فقیہ کا اسلامی موضوعات پر مکمل احاطہ کرنا ضروری ہے۔ حقیقی اسلام شناس وہی ہے جو اصول و فروع، عبادات و عقود و احکام اور اسلامی سیاست میں ماہر ہے۔ اسلامی نظام پر حکومت کرنے والا فقیہ جو عصر غیبت میں قرآن کی حفاظت کرنے والا اور اس کو نافذ کرنے والا

---

۱. کعبی، عباس، بررسی تطبیقی مفہوم ولایت مطلقہ فقیہ، ص ۶۱۔
۲. موسوی الخمینی، روح اللہ، شوون و اختیارات ولی فقیہ، ص ۳۵

ہے، اس کے لئے ضروری ہے کہ قرآن کے تمام جوانب سے آگاہ ہو۔ قرآنی احکام و معارف سے آشنائی کے علاوہ اس کے لئے ضروری ہے کہ انسان اور اسلامی معاشرہ سے متعلق روایات کو اچھی طرح جانتا ہو اور اسلامی احکام پر مکمل طور پر احاطہ رکھتا ہو اور مسلمانوں کو درپیش مستحدثہ مسائل کا راہ حل تلاش کرکے انہیں اصول وفروع دین سے منطبق کرسکے[۱]۔

ب : عدالت مطلق: فقیہ جامع الشرائط کے لئے ضروری ہے کہ اسلامی احکام کو مکمل طور پر سمجھنے کے علاوہ اس علم کو اپنی ذات اور اسلامی معاشرہ میں صحیح طریقہ سے نافذ کرسکے۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ تمام دینی احکام پر عمل کرے، دین کو مکمل طور پر لوگوں تک پہنچائے اور ہوی و ہوس کو ترک کردے۔ فقیہ عادل اگر کوئی فتوی دیتا ہے تو سب سے پہلے وہ خود اس پر عمل کرے اور کوئی قضاوت کرتا ہے تو خود بھی اسے قبول کرے اور اگر حکم ولائی وحکومتی صادر کرتا ہے تو خود بھی اسے مانے[۲]۔

ج: مدیر و مدبر ہونا اور قیادت کی صلاحیت: فقیہ جامع الشرائط کے لئے ضروری ہے کہ اجتہاد و عدالت مطلق کے علاوہ ملک کے اندرونی اور بیرونی سیاسی امور کے متعلق صحیح بصیرت رکھتا ہو اور مدیریت کا ہنر اس کے پاس ہو کیونکہ مدیریت میں نظریاتی صلاحیت کے علاوہ تدبیر کی ضرورت ہے لہٰذا یہ نہیں کہا جاسکتا کہ ہر فقیہ عادل معاشرہ کی قیادت کرسکتا ہے بلکہ علمی صلاحیت کے علاوہ اسلامی امت کے ادارہ کرنے کے لئے اس کے اندر صلاحیت ہونی چاہئے[۳]۔

اس مسئلہ کی اہمیت اس بات سے بھی ظاہر ہوتی ہے کہ اسلامی جمہوریہ ایران کے آئین کی دفعہ نمبر ۱۰۹ میں رہبر کی مندرجہ ذیل خصوصیات بیان کی گئی ہیں:

۱. فقہ کے مختلف ابواب میں افتا کی علمی صلاحیت؛

۲. امت اسلامی کے لئے لازمی عدالت و تقوی؛

۳: سیاسی واجتماعی بصیرت، تدبیر، شجاعت اور مدیریت۔ اگر مذکورہ شرائط کئی لوگوں میں یکساں طور پر پائی

---

۱. ولایت فقیہ، ولایت فقاہت وعدالت، ص ۱۳۷۔

۲. ایضاً، ص ۱۳۸-۱۳۹۔

۳. ایضاً، ص ۱۳۹-۱۴۰۔

جاتی ہو تو فقہی و سیاسی بصیرت کو معیار بنایا جائے۔

نظریہ ولایت مطلقہ: ولایت فقیہ کے سلسلہ میں دو بنیادی نظریہ پائے جاتے ہیں۔

الف: ایک نظریہ کے مطابق ولایت فقیہ کے اختیارات کا دائرہ پیغمبر اسلام (ص) اور ائمہ معصومین (ع) کی حکومت کی طرح وسیع ہے اور ولی فقیہ ملکی قیادت کے لئے تمام امور میں مداخلت کا حق رکھتا ہے[۱]۔

ب: اس کے برخلاف کچھ لوگ ولایت فقیہ کے دائرہ اختیارات کو محدود مانتے ہیں جیسے ایسے مال میں تصرف جس کے مالک کا پتہ نہ ہو یا بے سرپرست بچے کی حضانت وغیرہ۔ ان لوگوں کا ماننا ہے کہ فقیہ اپنے دائرہ اختیارات کو وسیع نہیں کر سکتا ہے[۲]۔

دوسری طرف ولایت مطلقہ فقیہ کا موضوع کوئی نیا موضوع نہیں ہے جسے صرف امام خمینی (رہ) نے پیش کیا ہو۔ غیبت کے دور میں امام زمانہ (عج) کی طرف سے فقیہ کی نیابت کے موضوع کو پہلی بار شیخ مفید نے پیش کیا۔ ان کے بعد کے شیعہ فقہا نے ولی فقیہ کے اختیارات کو وسعت بخشا ہے۔ ان میں سے اکثر بزرگوں نے اصل ولایت فقیہ کو مسلّم جانا ہے اور ولی فقیہ کے حدود اختیارات کے دلائل کو جانچنے کے بعد یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ غیبت کے دور میں فقیہ نیابت عامہ، ولایت عامہ اور ولایت مطلقہ کا مالک ہے۔ امام خمینی (رہ) نے ولایت فقیہ کے باب میں کوئی نیا نظریہ پیش نہیں کیا ہے بلکہ زمانے کی ضرورتوں کے مد نظر انہوں نے یہ مناسب سمجھا کہ جو کچھ کتاب البیع اور ولایت فقیہ میں تحریر فرمایا ہے اس میں ولی فقیہ کے اختیارات کو بیان کر کے موضوع کو اور واضح کر دیں[۳]۔

امام خمینی (رہ) کے نظریہ ولایت فقیہ کے مطابق ولائی قیادت کا ایک سلسلہ مراتب ہوتا ہے جس کی رو سے اصل حاکمیت اللہ تعالی کی ذات سے مخصوص ہے اور پھر یہ حاکمیت اللہ تعالی کے ذریعہ انبیائے الہی اور ان کے جانشینوں کے سپرد کی جاتی ہے[۴]۔ اسی طرح پیغمبر اسلام (ص) کی وفات کے بعد حاکمیت ائمہ معصومین (ع) کے حوالہ کی گئی ہے اور آخری امام (عج) کی غیبت کے دور میں شائستہ فقہا آنحضرت کی نیابت عام

---

۱. مزینانی، محمد صادق، ولایت مطلقہ فقیہ از دیدگاہ امام خمینی و قرائت ہای گوناگون، حوزہ، شمارہ ۸۵ و ۸۶، ص ۱۷۔

۲. ایضاً۔

۳. ایضاً، ص ۱۹۔

۴. علم الہدی، جمیلہ، نظریہ اسلامی تعلیم و تربیت، ص ۲۱۱۔

میں ولی فقیہ کے عنوان سے امت اسلامی اور اسلامی معاشرہ کی سیاسی قیادت کے ذمہ دار ہیں۔

امام خمینی (رہ) اس سلسلہ میں فرماتے ہیں کہ زمانہ غیبت میں اگرچہ کسی خاص فرد کو زمام حکومت نہیں سونپی گئی ہے لیکن چونکہ امر حکومت اسلامی معاشرہ کی بنیادی ضرورتوں میں سے ہے لہٰذا عقل کی تشخیص اور نقل کی رہنمائی کے ذریعہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ دور غیبت میں حکومت اور ولایت اسلامی کا برقرار رہنا بہت ضروری ہے۔اس نکتہ کو ذہن میں رکھتے ہوئے کہ اسلامی حکومت قانون پر مبنی ہوتی ہے اور وہ بھی قانون الٰہی لہٰذا اس حکومت کے ذمہ دار کے لئے قانون سے مکمل واقفیت اور عادل ہونا بہت ضروری ہے۔ امت اسلامی کی سرپرستی اور ولایت، فقیہ عادل سے متعلق ہے اور وہی مسلمانوں کی رہبری و قیادت کے لئے مناسب ہے کیونکہ حاکم اسلامی کو فقہ و عدالت سے متصف ہونا ضروری ہے یعنی اسلامی حکومت کی تشکیل فقہائے عادل کے لئے واجب کفائی ہے[1]۔

اس موضوع میں اہم نکتہ یہ ہے کہ حکومت سے متعلق پیغمبر اسلام (ص) اور ائمہ معصومین (ع) کو جو ذمہ داریاں اور اختیارات دئے گئے ہیں وہ سب فقہائے عادل کے لئے بھی ثابت ہیں[2]۔ پیغمبر اسلام (ص) اور ائمہ معصومین (ع) کے اختیارات کا ایک ہونا اس بات کی دلیل نہیں ہے کہ فضیلت کے لحاظ سے بھی فقہا پیغمبر اسلام (ص) اور ائمہ معصومین (ع) کے برابر ہیں۔امام خمینی (رہ) نے اپنی کتاب البیع اور ولایت فقیہ میں اس نکتہ پر تاکید کی ہے کہ فقہاء کے حکومتی اختیارات کا پیغمبر اسلام (ص) اور ائمہ معصومین (ع) کے اختیارات کے برابر ہونا اس بات کی دلیل نہیں ہے کہ ان کا معنوی مقام بھی یکساں ہے اور یہ دونوں خلافت عرض میں نہیں ہے[3]۔

امام خمینی (رہ) ولایت مطلقہ فقیہ کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں: حکومت رسول خدا (ص) کی ولایت مطلقہ کا ایک شعبہ ہے اور احکام اولیہ میں سے ہے اور تمام فرعی احکام جیسے نماز، روزہ، حج وغیرہ پر مقدم ہے اور حکومت کسی امر کو چاہے وہ عبادی ہو یا غیر عبادی، اگر مصالح اسلام کے خلاف ہے تو روک سکتی ہے۔ یہ جو کہا جاتا ہے کہ ان اختیارات کی وجہ سے مزارعہ، مضاربہ وغیرہ ختم ہو جائیں گے تو میں صریحاً یہ کہتا ہوں

---

۱. موسوی الخمینی، روح اللہ، شئون واختیارات ولی فقیہ، ص ۱۱۔
۲. ایضاً۔
۳. ایضاً۔

کہ بالفرض ایسا ہوتا بھی ہے تو یہ حکومت کے اختیارات میں سے ہے بلکہ اس سے بڑھ کر بھی مسائل ہیں[۱]۔

امام خمینی(رہ) کی نظر میں فقیہ کی ولایت مطلقہ قوانین الٰہی کے دائرہ میں ہے۔ سنہ ۱۳۵۸ میں آئین اور اصل ولایت فقیہ کے پاس ہونے کے بعد اس ضمن میں آپ نے فرمایا: سبھی لوگ جیسے پیغمبر اسلام(ص)، فقیہ و غیر فقیہ قانون کی حاکمیت میں ہیں[۲]۔

ان کے نظریہ کے مطابق اسلام ایسی حکومت کا بانی ہے جس میں نہ تو استبدادی حکومت ہے اور نہ ہی مشروطہ اور جمہوری طریقہ جو ایسے قوانین پر مشتمل ہو جسے معاشرہ کے کچھ لوگوں نے بنایا ہو بلکہ ایسی حکومت ہے جو وحی الٰہی سے ملہم اور قوانین الٰہی پر مشتمل ہے[۳]۔

امام خمینی کی نظر میں ولایت مطلقہ فقیہ مصلحت عمومی کا مقید ہوتا ہے۔ آپ فرماتے ہیں مسلمانوں اور جامعہ بشری پر حکومت کرنے والے کے لئے لازم ہے کہ وہ عام لوگوں کے مفاد کو مد نظر رکھے اور ذاتی جذبات سے کام نہ لے۔ حاکم اسلامی مختلف موضوعات میں مسلمانوں کی مصلحت کے مطابق عمل کر سکتا ہے اور اسے ہر گز استبداد نہیں کہا جاسکتا ہے بلکہ یہ اسلام و مسلمین کی مصلحت کے مطابق ہے[۴]۔ امام خمینی کی نظر میں ولایت فقیہ کنٹرول اور نظارت کے معنی میں ہے نہ کہ شخص حاکم کی حکومت[۵]۔

شیعہ فقہا میں ولی فقیہ کے اختیارات کے سلسلہ میں تین نظریے پائے جاتے ہیں:

الف: پہلا نظریہ فقیہ کو امور حسبیہ میں تصرف کا حق دیتا ہے لیکن اس سلسلہ میں اس کے لئے کسی ولایت کا قائل نہیں ہے۔ ان دونوں اصطلاح یعنی جواز تصرف اور ولایت بہ تصرف میں یہ فرق ہے کہ پہلی صورت میں فقیہ کا وکیل اس کی موت کے بعد عزل ہو جاتا ہے جب کہ دوسری صورت میں فقیہ کی موت کے بعد اس کا وکیل معزول نہیں ہوتا ہے۔

ب: دوسرا نظریہ فقیہ کے لئے امور حسبیہ میں تصرف کے سلسلہ میں ولایت کا قائل ہے لیکن اس کے

---

۱. صحیفہ نور، ج۱۰، ص ۵۳۔
۲. ایضاً، ص ۵۳۔
۳. شئون و اختیارات ولی فقیہ، ص ۲۰-۲۱۔
۴. ایضاً، ص ۲۱۔
۵. صحیفہ نور، ج۱۸، ص ۲۰۶۔

ساتھ ساتھ اس بات کا بھی قائل ہے کہ ولایت عامہ یعنی اسلامی ملک کی سرحدوں کی حفاظت اور دفاع، اجرای حدود، خمس وزکات لینا اور اقامہ نماز جمعہ فقیہ کے لئے ثابت نہیں ہے[1]۔

ج: تیسرا نظریہ فقیہ جامع الشرائط کے لئے امت اسلامی اور حکومت سے متعلق تمام امور میں ولایت کا قائل ہے۔ امام خمینی اور بہت سے دوسرے فقہا اسی نظریہ کے قائل ہیں۔ اس نظریہ کے مطابق حکومتی امور کے سلسلے میں پیغمبر اسلام(ص) و ائمہ معصومین(ع) اور فقیہ میں کوئی فرق نہیں ہے لہٰذا ائمہ معصومین(ع) کی طرح ولی فقیہ بھی اقامت نماز جمعہ، اجرائے حدود، انعقاد صلح، خمس وزکات لینے، مجورین اور وقف کی سرپرستی یا کلی طور پر اسلامی حکومت کی تشکیل کے لئے ذمہ دار ہے۔

اس نظریہ کے مطابق حکومت کے سارے امور فقیہ جامع الشرائط کی ولایت میں ہیں لہٰذا اس نظریہ کو ولایت مطلقہ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے اور کبھی کبھی اسے ولایت عامہ بھی کہتے ہیں[2]۔

ولایت، آیت اللہ خامنہ ای کی نظر میں

آیت اللہ خامنہ ای کی نظر میں ولایت نبوت سے جدا نہیں ہے بلکہ اسی کا ایک حصہ ہے اور حقیقت میں ولایت نبوت کا خاتمہ اور تتمہ ہے اور اگر ولایت نہیں ہوگی تو نبوت ناقص رہے گی[3]۔

آپ نے اپنے بیانات میں ہمیشہ اس بات پر تاکید کی ہے کہ ولایت اتصال، تعلق، محبت اور معنوی اتصال کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ آپ فرماتے ہیں: قرآن کی اصطلاح میں ولایت یعنی اتصال اور ہم بستگی، ایسے لوگوں کا گروہ جن کی فکر ایک فکر ہے، جن کا مقصد ایک ہے، جو ایک راستہ پر چل رہے ہیں اور ایک مقصد کے حصول کے لئے تلاش کر رہے ہیں۔ ایسے لوگوں کو زیادہ سے زیادہ ایک دوسرے سے قریب ہونا چاہئے اور دوسرے لوگوں سے انھیں الگ ہونا چاہئے تاکہ وہ ختم نہ ہونے پائیں اور اسی کو اصطلاح قرآنی میں ولایت کہتے ہیں[4]۔

---

۱. مفہوم اطلاق در ولایت مطلقہ فقیہ، فصلنامہ علوم سیاسی، شمارہ ۲، ص ۷۸۔
۲. ایضاً۔
۳. حسینی خامنہ ای، سید علی، طرح کلی اندیشہ اسلامی در قرآن، ص ۵۱۶۔
۴. ایضاً۔

آپ کی نظر میں ولایت روحی، فکری اور عملی اتصال ہے۔ولایت خدا اور ولایت ائمہ دو مختلف چیزیں نہیں ہیں۔ ولایت ائمہ اور ولایت پیامبر دو الگ الگ چیزیں نہیں ہیں۔سب ایک ہے۔ ولایت یعنی دو چیزوں میں ایسا اتصال اور تعلق کہ انہیں آسانی سے الگ نہ کیا جاسکے۔اگر ہمارے اور ائمہ، ہمارے اور خدا اور ہمارے اور پیغمبر (ص) کے مابین تعلق پیدا ہوگیا تو یہی ولایت ہے۔

آپ اس سلسلہ میں مزید فرماتے ہیں: ولایت کا اصل معنی و مفہوم دو چیزوں کا ایک دوسرے سے قریب ہونا ہے۔لغت میں ولایت کے جتنے بھی معنی بیان ہوئے ہیں جیسے محبت، قیمومیت وغیرہ، ان سب میں دو چیزوں میں ایک طرح کی قربت پائی جاتی ہے۔ مثلا ولایت محبت کے معنی میں ہے کیونکہ محب و محبوب میں معنوی تعلق پایا جاتا ہے اور ان کو ایک دوسرے جدا کرنا ممکن نہیں ہے۔

ولایت سے متعلق آیت اللہ خامنہ ای کے بیانات کو مد نظر قرار دیتے ہوئے ولایت فقیہ کی اس طرح تعریف کی جاسکتی ہے کہ یہ تعلق و ارتباط محبت و دوستی کی بنیاد پر ہے اور دو طرفہ قلبی تعلق ہے۔آیت اللہ خامنہ ای نے فرد اور معاشرہ کو مد نظر رکھتے ہوئے ولایت کی تشریح کی ہے۔ ہم یہاں پر پہلے ولایت کے انسانی پہلو کے سلسلہ میں آپ کے نظریات کو پیش کریں گے۔

ولایت یعنی ولی سے انسان کا زیادہ سے زیادہ فکری و عملی تعلق ہو۔ اس کے لئے سب سے پہلے ولی کو تلاش کرنا ہوگا، ولی خدا کو پہچاننا ہوگا، ایسا شخص جو اسلامی معاشرہ کا ولی حقانی ہے،اس کا تعیین کرنا ہوگا اور اپنی فکر، عمل اور شخصیت کو اس سے متصل کرنا ہوگا اور اس کے نقش قدم پر چلنا ہوگا۔

آپ معاشرہ میں ولایت کی اہمیت کے بارے میں فرماتے ہیں: ولی معاشرہ کے مختلف گروہوں کو ایک دوسرے سے جوڑتا ہے، وہ ایک ایسا محور ہوتا ہے جس کے گرد سبھی جمع ہوتے ہیں، ایک ایسا مرکز جہاں سے سارے احکام جاری ہوتے ہیں اور قانون کا نفاذ ہوتا ہے، سب اسی کو دیکھتے ہیں اور سبھی اسی کے پیچھے چلتے ہیں۔ ولی میر کاروان ہوتا ہے۔

آیت اللہ خامنہ ای قرآنی آیتوں کا حوالہ دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ولایت صرف خدا کے لئے ہے اور اس لحاظ سے ولایت کی دو قسمیں ہیں، ولایت خدا اور ولایت غیر خدا یعنی ولایت طاغوت۔اسلامی معاشرہ میں اللہ تعالی کی ولایت حاکم ہے اور یہ ولایت محبت و ایمان کے ہمراہ ہے اور غیر خدا کی ولایت سے مختلف ہے۔آپ فرماتے ہیں:

قرآن کریم نے ولایت خدا کے علاوہ دوسری ولایتوں کو ولایت طاغوت کے عنوان سے یاد کیا ہے۔ اگر انسان ولایت خدا پر عقیدہ نہیں رکھتا تو وہ ولایت طاغوت پر ہے۔ اسلامی معاشرہ کی معنویت اسی ولایت خدا کی وجہ سے ہے۔ یہ ولایت عالم سیاست میں بھی نافذ ہے اور اسی وجہ سے اسلامی نظام میں حکومت محبت و ہمدلی، وحدت اور عوامی مشارکت سے تشکیل پاتی ہے اور اسی ولایت سے پتہ چلتا ہے کہ یہ نظام اسلامی ہے۔

ولایت فقیہ کے اختیارات آیت اللہ خامنہ ای کی نظر میں

آیت اللہ خامنہ ای کی نظر میں ولی فقیہ کے اختیارات کے موضوع پر گفتگو کرنے سے قبل یہ بہتر ہے کہ ولی فقیہ کے سلسلہ میں آپ کے نظریات بیان ہوں۔ آیت اللہ خامنہ ای کی نظر میں ولایت وحکومت کا حق صرف اللہ تعالی کو حاصل ہے اور یا جسے وہ معین کرے۔ دوسرے فقہا کی طرح آپ کی نظر میں بھی انسان پر حکومت کرنے کے لئے سب سے پہلا حق اللہ تعالی، پھر پیغمبر اسلام (ص)، پھر ائمہ معصومین (ع) اور زمانہ غیبت میں فقیہ عادل کا ہے۔

آپ فرماتے ہیں: صرف اللہ تعالی لوگوں کو حکم دے سکتا ہے اور وہ انسانوں کی مصلحت کے اعتبار سے یہ حق کسی کو بھی عطا کر سکتا ہے اور ہم جانتے ہیں کہ خدا کا کوئی بھی کام مصلحت سے خالی نہیں ہوتا ہے۔ وہ پیغمبر کا تعین کرتا ہے، وہ امام کا تعین کرتا ہے اور امام کے بعد ایسے لوگوں کا تعین کرتا ہے جن میں کچھ خاص معیار اور صلاحیتیں ہوتی ہیں، یعنی جن لوگوں میں یہ صفات پائی جائیں گی وہ لوگ پیغمبر اور ائمہ کے بعد اسلامی معاشرہ پر حاکم ہونگیں۔ ولی کا انتخاب خدا کرتا ہے۔ وہ خود ولی ہے، اس کا پیغمبر ولی ہے، امام ولی ہے اور وہ لوگ ولی ہیں جو کچھ خاص معیاروں پر پورے اترتے ہوں[۱]۔

آپ نے ولی فقیہ کو امام کے عنوان سے یاد کیا ہے اور ولی فقیہ کے انتخاب کے سلسلہ میں فرمایا ہے کہ اگر معاشرہ کی تمام صلاحیتوں کو بروئے کار لانا ہے اور دشمنوں کے مقابلہ میں متحد رہنا ہے تو ہمیں مرکزی طاقت کی ضرورت ہے۔ اسلامی معاشرہ کو ایک دل کی ضرورت ہے، ایک قلب کی ضرورت ہے۔ البتہ اس کے لئے کچھ شرائط ہیں۔ اس کا عالم ہونا ضروری ہے، فیصلہ لینے کی اس میں صلاحیت ہونی چاہئے، اسے دور اندیش ہونا چاہئے، اللہ کی راہ میں اسے کسی چیز کا خوف نہیں ہونا چاہئے اور وقت آنے پر خود کو قربان کر سکتا ہو۔ ایسے

۱۔ طرح کلی اندیشہ اسلامی در قرآن، ص ۵۸۳۔

شخص کو امام کہا جاتا ہے۔ امام یعنی وہ حاکم و پیشوا جو خدا کی طرف سے معاشرہ میں معین ہوتا ہے۔ اللہ تعالی یا تو نام و نشان سے کسی کا تعین کرتا ہے جیسے پیغمبر یا امام کا تعین اور یا صرف نشانیاں بیان کرتا ہے جیسے وہ فقیہ جو امام منصوص کا جانشین ہوتا ہے۔ ایسا فقیہ خود امام ہے جس کا تعین نام سے نہیں ہوا ہے بلکہ اس کی نشانیاں بیان کی گئی ہیں۔ جس پر یہ نشانیاں منطبق ہونگیں وہ امام ہوگا۔ امام یعنی حاکم، پیشوا، یعنی ایسا شخص جس کے پیچھے لوگ چلیں، اس کا تعین اللہ کی طرف سے ہوتا ہے، اسے عادل ہونا چاہئے، منصف ہونا چاہئے، دیندار ہونا چاہئے، اس کی قوت ارادی مضبوط ہونی چاہئے۔ ولایت قرآنی کی رو سے وجود امام واجب ہے[۱]۔

ولایت کا دوسرا پہلو قوم کے لوگوں سے اس کا مضبوط تعلق ہے۔ یعنی ہر حال میں اور ہمیشہ اس قلب امت سے لوگوں کا تعلق ہو، فکری تعلق بھی اور عملی تعلق بھی۔ یعنی اس کو اپنا سر مشق بنانا اور افعال و کردار میں اس کی پیروی کرنا۔ آیت اللہ خامنہ ای کے بیانات کے ذریعہ ولایت فقیہ کے متعلق آپ کے نظریات معلوم ہوتے ہیں جنہیں اس طرح بیان کیا جاسکتا ہے:

۱. **ولایت فقیہ یعنی ولایت الہی کا استمرار**: آیت اللہ خامنہ ای ولایت فقیہ کو ایک الہی منصب مانتے ہوئے اس بات پر تاکید کرتے ہیں کہ دور غیبت میں حکومت فقیہ جامع الشرائط یا ولی فقیہ سے مخصوص ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ غیبت کبری کے دور میں ادلہ عقلی نیز ادلہ اسلامی و شرعی کی رو سے یہ ولایت و حاکمیت دین شناس، عادل، بصیر اور فقیہ فرد کے ذمہ ہے اور یہ ولایت الہی اور حکومت الہی سے متعلق ہے۔ آج اس بات میں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ حکومت کے لئے سب سے مناسب فرد فقیہ جامع الشرائط ہے اور فرق اسلامی میں اس سلسلہ میں کوئی اختلاف نہیں ہے اور سب اس بات کو مانتے ہیں کہ اگر اللہ کی طرف سے منصوب ولی موجود نہیں ہے تو اس منصب کے لئے سب سے مناسب وہی ہے جو اسلامی معیاروں سے سب سے زیادہ قریب ہو یعنی فقیہ جامع الشرائط، عادل، ہوائے نفس کی مخالفت کرنے والا، زمانہ کے حالات سے آگاہ و بصیر اور مدیر و مدبر یعنی وہی فرد جو اسلامی جمہوریہ ایران کے آئین میں ولی فقیہ کے نام سے جانا جاتا ہے۔

---

۱. ایضاً، ص ۵۴۵-۵۴۴۔

۲. **ولایت فقیہ احکام اسلامی کو نافذ کرنے والا:** اسلامی معاشرہ میں احکام کے نفاذ کی ذمہ داری ولی فقیہ پر ہوتی ہے لہٰذا اسلامی قوانین سے اسے واقفیت ہونی چاہئے اور اسے عادل بھی ہونا چاہئے۔ آپ فرماتے ہیں: جس معاشرہ میں لوگ اللہ تعالی کو مانتے ہیں ایسے معاشرہ میں اسلامی حکومت ہونی چاہئے اور اس حکومت کو سنبھالنے کے لئے سب سے مناسب فرد میں دو صفتیں ہونی چاہئے۔ پہلی صفت یہ کہ اسے اسلامی شریعت اور اسلامی فقہ کا سب سے زیادہ علم ہونا چاہئے اور دوسری صفت یہ کہ اس فرد میں ایسی ملکہ ہو کہ وہ خود کو گناہ اور خطائے عمد سے محفوظ رکھ سکے یعنی وہی صفت جسے اسلامی تہذیب میں عدالت کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ یہ دونوں صفات ایسے شخص کی ہیں جو اسلامی احکام کو نافذ کرنا چاہتا ہے۔ایران کے آئین میں اسے ولایت فقیہ کا عنوان دیا گیا ہے۔ یہ نظام ہمارے آئین اور معاشرہ پر حاکم ہے۔آیت اللہ خامنہ ای ولی فقیہ کے لئے تین صفتیں بیان کرتے ہیں: فقاہت، عدالت اور درایت۔

۳. **ولایت فقیہ ایک ترقی یافتہ حکومتی نظام:** آیت اللہ خامنہ ای نہ صرف ولایت فقیہ کو فقہ شیعہ کے مسلمات میں سے مانتے ہیں بلکہ دوسرے حکومتی نظاموں پر اس کی برتری کے بھی قائل ہیں۔ قیادت یا ولایت فقیہ آج کا سب سے ترقی یافتہ سیاسی اور سماجی مسئلہ ہے۔کچھ لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ ولایت فقیہ صرف مدارس علمیہ کے لئے ہے لیکن ایسا نہیں ہے، ولایت فقیہ آج کے دور کا سب سے زیادہ مترقی حکومتی نظام ہے۔ولایت فقیہ یعنی ایسے فرد کی حکومت جو معاشرہ پر حاکم آئیڈیالوجی کو سب سے بہتر جانتا ہو۔

۴. **ولایت فقیہ یعنی دین شناسوں کی حکومت:** آیت اللہ خامنہ ای فقیہ کی خصوصیات کی بنیاد پر ولایت فقیہ پر مبنی حکومتی نظام کو دوسرے نظاموں سے مقابلہ کرتے ہوئے اسے ایک بہتر نظام کے طور پر مانتے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں: ولایت فقیہ معاشرہ میں ایک نظم ہے، یہ ایک نظام ہے، ولایت فقیہ یعنی اسلامی دانشوروں کی حکومت۔ ولایت فقیہ یعنی دین شناسوں کی حکومت۔ حکومت سے مراد یہ نہیں ہے کہ صدر یا وزیر اعظم ہو بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ شخص جو آخری فیصلہ لیتا ہے اسے فقیہ ہونا چاہئے، صدر کو بھی وہی تنفیذ کرتا ہے اور دوسرے امور بھی۔

۵. **ولایت فقیہ ایک اسلامی عوامی حکومت:** آیت اللہ خامنہ ای کی نظر میں اسلامی عوامی حکومت کی سب سے اہم خصوصیت ولایت فقیہ ہے۔ ایک عوامی اسلامی حکومت کی تشکیل کے لئے ولایت فقیہ کی طرف

توجہ دینے کی ضرورت ہے۔

۶. **ولایت فقیہ اسلام کے مسلمات میں سے ہے:** امام خمینی اپنی کتاب ولایت فقیہ میں تحریر کرتے ہیں کہ ولایت فقیہ ان موضوعات میں سے ہے جن کا تصور ہی تصدیق کا باعث ہے اور اس کے اثبات کے لئے کسی برہان کی ضرورت نہیں ہے۔ آیت اللہ خامنہ ای بھی ولایت فقیہ کو اسلام کے مسلّمات میں شمار کرتے ہیں اور تاکید فرماتے ہیں کہ فقہاکے درمیان اصل ولایت فقیہ کے موضوع پر اتفاق نظر پایا جاتا ہے۔

آپ فرماتے ہیں کہ ولایت فقیہ اسلامی فقہ کے مسلّمات میں سے ہے اگرچہ اس کے حدود یعنی توسیع و تضییق کے سلسلہ میں فقہامیں اختلاف نظر پایا جاتا ہے۔

ولایت مطلقہ فقیہ آیت اللہ خامنہ ای کی نظر میں

آیت اللہ خامنہ ای کی نظر میں ولایت مطلقہ فقیہ کی وسعت فقہ کی وسعت کے برابر ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ فقیہ کی ولایت و حاکمیت کے حدود فقہ کے حدود کے برابر ہے۔ جس طرح اسلامی فقہ انسانی حیات کے تمام گوشوں پر حاوی ہے اور تمام سیاسی، اقتصادی، فردی اور سماجی مسائل حکم الٰہی میں شامل ہیں، بالکل اسی طرح ولی فقیہ کی حاکمیت بھی فردی، اجتماعی، سیاسی، اقتصادی، فوجی، بین الاقوامی اور دوسرے تمام امور پر ہے جو اسلامی شریعت کے دائرے میں آتے ہیں[۱]۔

آیت اللہ خامنہ ای کی نظر میں ولایت مطلقہ فقیہ کے اختیارات بہت وسیع ہیں اور ان اختیارات کی بنیاد پر وہ معاشرہ کے فردی و سماجی وسائل کو معاشرہ کے فلاح و بہبود کے لئے استعمال کر سکتا ہے۔

۱. **تزاحم احکام کی تشخیص:** تزاحم احکام کی تشخیص اور زیادہ اہم حکم کی پہچان بھی ولایت مطلقہ فقیہ کے اختیار میں ہے لیکن اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ وہ احکام میں تبدیلی کر سکتا ہے۔ آپ فرماتے ہیں جہاں پر دو حکم ایک دوسرے سے ٹکراتے ہیں ان میں سے جو اہم ہے اسے فقیہ دوسرے حکم پر ترجیح دے سکتا ہے لیکن یہ کام صرف اور صرف ولی فقیہ کر سکتا ہے۔

ایسا شخص جو اسلامی فقہ کا عالم ہو اور مصالح کو بھی جانتا ہو، صرف فقیہ ہونا کافی نہیں ہے، ایسا فقیہ جو مصلحت زمانہ کو نہیں جانتا ہے، ایسا فقیہ جو ایک حکم کو دوسرے حکم پر ترجیح دینے کی جانب متوجہ نہیں ہے وہ

---

۱. حسینی خامنہ ای، سید علی، ولایت وحکومت، ص ۲۷۸۔

یہ کام انجام نہیں دے سکتا ہے۔ ایسا شخص جو ولی امت ہے، معاشرہ کا قائد ہے، فقیہ ہے، بصیر ہے، عادل ہے اور ہوائے نفس کا تابع نہیں ہے، وہ مصالح مسلمین کی جانب متوجہ رہتا ہے۔ یہ احکام ولایتی ہیں، احکام ولایتی یعنی وہ حکم جو فقیہ مصلحت کی بنیاد پر صادر کرتا ہے، یہ در حقیقت احیائے فقہ اسلامی ہے[۱]۔

۲. **اہم و مہم کا قاعدہ**: آیت اللہ خامنہ ای کے مطابق تزاحم احکام کی تشخیص کے علاوہ، قاعدہ اہم و مہم کے مطابق احکام کی تشخیص بھی ولی فقیہ کے ذمہ ہے۔ آپ تاکید کرتے ہیں کہ ولی فقیہ اپنے اختیارات کی بنیاد پر یہ طے کر سکتا ہے کہ کون عمل زیادہ اہم ہے۔

۳. **تشخیص مصلحت نظام**: آیت اللہ خامنہ ای کے مطابق اسلامی حکومت کی مصلحت کی تشخیص بھی ولایت مطلقہ فقیہ کے دائرے اختیار میں ہے یا جسے وہ اس امر کے لئے منصوب کرے[۲]۔

۴. **قوانین کا نفاذ**: آیت اللہ خامنہ ای تاکید کرتے ہیں کہ ولایت مطلقہ فقیہ قانون کا تابع ہے اور اسے استبداد و خود رائی نہیں کہا جا سکتا ہے۔ ولایت فقیہ کے مطلقہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اسے قوانین کے نفاذ میں پورا اختیار حاصل ہے۔ کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ ولایت مطلقہ فقیہ کا مطلب یہ ہے کہ وہ مطلق العنان ہے اور جو چاہے وہ کر سکتا ہے جب کہ ایسا نہیں ہے اور ولی فقیہ قانون کا پابند ہوتا ہے۔

۵. **ولایت الٰہی**: آیت اللہ خامنہ ای ولایت فقیہ کے الٰہی ہونے کی طرف اس طرح اشارہ کرتے ہیں: ولی فقیہ کی حاکمیت در حقیقت اسلامی فقہ کی حاکمیت ہے، دین خدا کی ولایت و حاکمیت ہے۔ ولایت فقیہ اقدار کی حاکمیت ہے نہ کہ کسی ایک فرد کی حاکمیت یعنی خود ولی فقیہ پر ایک فرد ہونے کے ناطے فرض ہے کہ وہ ولی فقیہ کے حکم کی پیروی کرے۔ ولایت فقیہ ولایت الٰہی ہے، ولایت پیغمبر ہے اور وہی امر جو پیغمبر سے اوصیائے معصوم تک اور اوصیائے معصوم سے علمائے امت یا فقہائے امت تک پہنچتی ہے لہٰذا اسے وسیع اختیارات حاصل ہیں۔ آیت اللہ خامنہ ای کی نظر میں ولی فقیہ کو پیغمبر اسلام (ص) اور ائمہ معصومین (ع) کے اختیارات حاصل ہیں۔ ولایت فقیہ ایک حقوقی شخصیت ہے اور وہ شخص جو حقیقی طور پر اس منصب پر فائز ہے اسے ولی فقیہ کی حقوقی شخصیت کے تابع ہونا چاہئے۔

---

۱. ایضا، ص ۲۸۱۔
۲. ایضاً، ص ۲۸۲-۲۸۳۔

۶. **ولایت مطلقہ فقیہ اور استبداد میں فرق**: آیت اللہ خامنہ ای ان لوگوں کے جواب میں جو ولایت مطلقہ فقیہ اور استبداد کو ایک ہی مانتے ہیں، فقیہ کے عادل ہونے کی طرف اشارہ کرتے ہیں اور فرماتے ہیں: دشمنان اسلام ولایت مطلقہ فقیہ کو استبداد سے جوڑتے ہیں لیکن اس بات کو بھول جاتے ہیں کہ ولی فقیہ عادل ہوتا ہے اور اگر وہ عادل ہے تو مستبد نہیں ہو سکتا اور اگر مستبد ہے تو عادل نہیں ہو سکتا۔

منابع

۱. ابن منظور، محمد بن مکرم، لسان العرب، دار الاحیاء التراث العربی، بیروت، ۱۴۱۸۔

۲. ارسطا، محمد جواد، مفہوم اطلاق در ولایت مطلقہ فقیہ، فصلنامہ علوم سیاسی، ش ۲، سال اول، ۱۳۷۷۔

۳. آذری قمی، احمد، ولایت فقیہ از دیدگاہ فقہای اسلام، موسسہ مطبوعاتی دار العلم، قم، ۱۳۷۱۔

۴. جوادی آملی، عبد اللہ، ولایت فقیہ، ولایت فقاہت و عدالت، اسراء، قم، ۱۳۹۱۔

۵. حسینی، خامنہ ای، سید علی، طرح کلی اندیشہ اسلامی در قرآن، صبا، تہران، ۱۳۹۲۔

۶. حسینی، خامنہ ای، سید علی، ہدیہ الہی، مشخصہ ہای حکومت اسلامی و ولایت فقیہ، مؤسسہ فرہنگی قدر ولایت، تہران، ۱۳۸۷۔

۷. حسینی، خامنہ ای، سید علی، ولایت و حکومت، صبا، تہران، ۱۳۹۱۔

۸. حقیقت، سید صادق، بررسی و نقد نظریہ ہای دولت در فقہ شیعہ، فصلنامہ علوم سیاسی، ش ۴۸، زمستان ۱۹۱-۱۹۴۔

۹. کعبی، عباس، بررسی تطبیقی مفہوم ولایت مطلقہ فقیہ، مظفر، قم، ۱۳۸۰۔

۱۰. مزینانی، محمد صادق، ولایت مطلقہ فقیہ از دیدگاہ امام خمینی و قرائت ہای گوناگون، حوزہ، بہار، شمارہ ۸۵-۸۶، ۱۳۷۷۔

۱۱. معرفت، محمد ہادی، ولایت فقیہ از دیدگاہ شیخ انصاری و آیت اللہ خوئی، اندیشہ حوزہ، شمارہ ۱۷، ۱۳۷۵۔

۱۲. بحر العلوم، محمد بن محمد، بلغۃ الفقیہ، ج ۳، منشورات مکتبۃ الصادق، تہران، ۱۳۶۲۔

۱۳. . موسوی الخمینی، روح اللہ، ولایت فقیہ، عروج، تہران، ۱۳۹۰۔

۱۴. موسوی الخمینی، روح اللہ، صحیفہ امام، موسسہ تنظیم و نشر آثار امام خمینی، جلد ۱۰، ۱۸، ۲۰، تہران، ۱۳۷۸۔

۱۵. . موسوی الخمینی، روح اللہ، شؤون و اختیارات ولی فقیہ، وزارت فرہنگ و ارشاد اسلامی، تہران، ۱۳۶۵۔